20

غیر مبائعین اور مسئلہ کفر و اسلام

(فرمودہ 4 جولائی 1941ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

"میرے لئے دنیا کے حیرت انگیز انقلابات میں سے ایک انقلاب وہ بھی ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ میرے نزدیک سب سے بڑے انقلابوں میں سے ایک انقلاب وہ ہے جو جماعت احمدیہ کے چند افراد کی وجہ سے اس دنیا میں پیدا ہوا ہے۔ ایک جماعت جو آج سے چالیس سال پہلے بلکہ تینتیس سال پہلے تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں آپ کو خدا کا نبی، خدا کا مرسل اور دنیا کا نجات دہندہ قرار دیتی تھی آج اس کی ساری زندگی ہی اس مسئلہ کے خلاف کوششوں میں صَرف ہو رہی ہے۔

میں ہمیشہ انسانی دماغ کے اس تغیر پر غور کرتا ہوں اور حیران رہ جاتا ہوں کہ آیا وہ سب کے سب بد دیانت ہیں اور جانتے بوجھتے ہوئے جھوٹ بول رہے ہیں یا یہ کہ انسانی دماغ بعض غلطیوں کی وجہ سے ایسے چکر میں پڑ جاتا ہے کہ وہ پھر اس بات کو محسوس بھی نہیں کر سکتا کہ چند سال پہلے اس کی کیا حالت تھی۔ یہ تو میری سمجھ میں آسکتا ہے اور دنیا میں ہمیشہ ہوتا رہتا ہے کہ لوگ اپنی رائے کو بدل لیتے ہیں۔ آخر جو لوگ رسول کریم ﷺ پر ایمان لانے والے تھے کسی زمانہ میں اسلام کے شدید ترین مخالف تھے۔ چنانچہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت

رو کر بیان کیا کہ میں رسول کریم ﷺ کا حلیہ بیان نہیں کر سکتا کیونکہ مجھ پر دو زمانے آئے ہیں اور دونوں زمانے ہی جذبات کے لحاظ سے شدید تھے۔ ایک زمانہ تو وہ تھا کہ مَیں رسول کریم ﷺ کا شدید ترین دشمن تھا اور میں آپ کو نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مخلوقات میں سے بدترین مخلوق سمجھتا تھا اور اس قدر میرے دل میں آپ کی نسبت بُغض اور اس قدر غضب تھا کہ مَیں آپ کی شکل تک دیکھنا گوارا نہیں کرتا تھا۔ چنانچہ اس غضب اور غصہ کی وجہ سے میں نے آپ کی شکل نہیں دیکھی اور میں نہیں کہہ سکتا کہ آپ کی صورت کیسی تھی۔ پھر ایک زمانہ مجھ پر ایسا آیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی اور میں آپ پر ایمان لے آیا اور میرے دل میں اتنا تغیر پیدا ہؤا اور میں رسول کریم ﷺ کے وجود کو اتنا قیمتی، اتنا اعلیٰ اور اتنا ارفع سمجھنے لگا کہ آپ کے رعب کی وجہ سے مَیں آپ کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس لئے میں نہیں بتا سکتا کہ رسول کریم ﷺ کا کیا حلیہ تھا۔1

یہ کتنا عظیم الشان تغیر ہے جو حضرت عمرو بن العاص میں پیدا ہؤا مگر بہرحال یہ ایک طبعی تغیر ہے اور بالکل ممکن ہے کہ انسان کے خیالات ایک وقت کچھ ہوں اور دوسرے وقت کچھ۔ پھر اس قسم کے لوگ جیسے حضرت عمرو بن العاص تھے اَور بھی مسلمانوں میں سینکڑوں پائے جاتے تھے۔ چنانچہ خالد بن ولید کو ہی دیکھ لو جنہیں " سیف اللہ " کا خطاب ملا ہے۔ وہ احد کی جنگ میں ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے پیچھے ہٹ کر مسلمانوں پر حملہ کیا اور انہیں بہت سخت نقصان پہنچایا۔ ایک شدید ترین دشمن کی اولاد میں سے تھے اور اسلام کا ایک لمبے عرصہ تک مقابلہ کرتے رہے مگر اس کے بعد جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو وہ ایسے فدائی ہوئے کہ یا تو اپنی تمام کوششیں اسلام کو تباہ کرنے میں صَرف کر رہے تھے یا جب فوت ہونے لگے تو اپنی زندگی کی آخری گھڑیوں میں نہایت کرب و اضطراب کی حالت میں بار بار کروٹیں بدلتے تھے۔ کسی نے کہا خالد! تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ تم کو اسلام کی اتنی بڑی خدمت کی توفیق ملی ہے کہ بہت کم لوگ ایسی خدمت کر سکے ہیں۔ تم اگر

فوت ہو رہے ہو تو اپنے رب کے پاس انعام لینے کے لئے جا رہے ہو اس میں کرب اور اضطراب کی کیا بات ہے؟ وہ یہ سن کر رو پڑے اور کہنے لگے ذرا میرے جسم پر سے کُرتا تو اٹھاؤ۔ اس نے کُرتا اٹھایا تو آپ نے پوچھا میرے جسم پر تم کیا دیکھتے ہو؟ وہ کہنے لگا اوپر سے لے کر نیچے تک تمام جگہ تلواروں کے زخم لگے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا اچھا اب ذرا میرے ازار کو لاتوں تک اٹھا کر دیکھو۔ اس نے دیکھا تو وہاں بھی تلوار کے زخموں کے نشانات لگے ہوئے تھے۔ یہ نشانات دکھا کر حضرت خالد بن ولیدؓ کہنے لگے تم دیکھ سکتے ہو کہ میں شہادت کے شوق میں کس طرح جنگوں میں شامل ہوا یہاں تک کہ میرے سر سے لے کر پیر تک ایک انچ جگہ بھی ایسی نہیں جہاں تلواروں کے زخم کا نشان موجود نہ ہو مگر افسوس مجھے شہادت نصیب نہ ہوئی اور میں آج بستر پر جان دے رہا ہوں۔2 یہ وہ شخص تھا جس نے احد میں پہاڑ کے پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ اسی حملہ کے نتیجہ کے طور پر رسول کریم ﷺ ایک گڑھے میں زخمی ہو کر گر گئے تھے اور کفار کو ظاہری طور پر کسی قدر کامیابی بھی ہو گئی تھی۔

پھر وہ ابو جہل جس کا نام ابو الحکم تھا مگر رسول کریم ﷺ کی مخالفت کی وجہ سے اس کا نام ابو جہل پڑ گیا۔ آج شاید اس کی اولاد میں سے بھی بہت سے لوگ نہیں جانتے ہوں گے کہ ہمارے پردادا کا نام ابو جہل نہیں بلکہ ابو الحکم تھا۔ اس کا ابو جہل نام اسلام اور رسول کریم ﷺ کی مخالفت کی وجہ سے مسلمانوں نے رکھا تھا۔ یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ یہ شخص بڑا جاہل ہے اس نے اسلام کی صداقت پر کچھ بھی غور نہیں کیا لیکن اس کے ماں باپ نے اس کا نام ابو الحکم رکھا تھا اور مکہ والے بھی اسے ابو الحکم ہی کہا کرتے تھے۔ یعنی بڑا دانا، بڑا سمجھدار اور بڑا فہیم انسان ہے۔ اس ابو جہل کا بیٹا عکرمہ ایک لمبے عرصہ تک اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتا رہا اور تمام جنگوں میں پیش پیش رہا۔ احد کی جنگ میں بھی یہ خالد کے ساتھ مل کر مسلمانوں پر حملہ کرنے والوں میں تھا اور بدر کی جنگ میں بھی اپنے باپ کے ساتھ

حفاظت کے لئے موجود تھا۔ غرض جتنی جنگیں ہوئیں ان میں یہ شامل ہوا اور اس نے مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔

پھر اس کے دل میں اس قسم کا بُغض بھرا ہوا تھا کہ جب مکہ فتح ہوا تو وہ عرب کو چھوڑ کر افریقہ بھاگ گیا اور کہنے لگا کہ میں اب اس ملک میں بھی نہیں رہ سکتا جس میں مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہو گیا ہے مگر اس کی بیوی جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت قبول کرنے کے لئے کھول دیا تھا وہ رسول کریم ﷺ سے عکرمہ کے متعلق معافی مانگ کر اسے بلانے کے لئے چل پڑی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ وہ جہاز جس پر سوار ہو کر عکرمہ نے افریقہ جانا تھا اس کو نہ ملا۔ اتنے میں اس کی بیوی پہنچ گئی اور وہ اسے اپنے ساتھ لے آئی۔ رسول کریم ﷺ کے اس احسان کا اس کی طبیعت پر اثر ہوا اور اس کے دل میں نرمی پیدا ہونی شروع ہوئی اس کے بعد جب اس نے مزید غور کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے ہدایت دے دی اور وہ مسلمان ہو گیا۔ پھر کوئی موقع ایسا نہیں آیا جب اسلام کی خاطر اس نے اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش نہ کیا ہو اور خطرناک سے خطرناک جنگوں میں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالا ہو۔

ایک جنگ جو عیسائیوں سے ہو رہی تھی جس میں عیسائیوں کی بہت بڑی تعداد شامل تھی اس میں عکرمہ نے اسلامی سرداروں سے کہا ہمیں موقع دیا جائے کہ ہم تھوڑے سے آدمیوں کو اپنے ساتھ لے کر دشمن پر حملہ کر دیں تاکہ ہمارا رعب ان پر قائم ہو۔ عیسائیوں کے لشکر کی کم سے کم تعداد تین لاکھ اور زیادہ سے زیادہ دس لاکھ بتائی جاتی ہے اگر اوسط نکال لی جائے تو بہرحال پانچ لاکھ سے کم اس کی تعداد نہیں تھی اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کا لشکر صرف ساٹھ ہزار تھا۔ ایسے خطرناک موقع پر اس نے تجویز پیش کی کہ اسلامی لشکر میں سے صرف چند آدمیوں کو حملہ کرنے کی اجازت دی جائے تاکہ مسلمانوں کا رعب قائم ہو۔ جب اسلامی سرداروں کے سامنے یہ معاملہ پیش ہوا تو انہوں نے کہا ہم کس طرح مسلمان بہادروں کو خطرہ کے مُنہ میں دھکیل دیں یہ تو ان کو اپنے ہاتھوں ہلاکت کے گڑھے میں گرانے والی بات ہے۔

اس پر عکرمہ نے نہایت ہی درد کے ساتھ اپیل کی اور کہا کہ آپ لوگ ہماری قلبی کیفیات کو نہیں سمجھ سکتے۔ آپ نہیں جانتے کہ ہمارے دلوں میں کیا آگ لگ رہی ہے۔ آپ رسول کریم ﷺ پر ایمان لائے اور آپ نے سالہا سال تک ان کا ساتھ دیا مگر ہم ایک لمبے عرصہ تک رسول کریم ﷺ کی مخالفت کرتے رہے۔ پس اب ہمیں اپنے گناہوں کا کفّارہ تو کرنے دو اور ہمیں اجازت دو کہ ہم چند سپاہی لے کر دشمن پر ٹوٹ پڑیں۔ آخر انہی کی بات غالب آئی دو سو سپاہی چُنے گئے جن میں بعض صحابہ بھی تھے اور انہوں نے قلبِ لشکر پر حملہ کر دیا اور ایسی شدت کے ساتھ حملہ کیا کہ جہاں جرنیل کھڑا تھا وہاں پہنچ گئے اور بہتوں کو تہِ تیغ کر دیا۔ اس کے معاً بعد اسلامی لشکر نے حملہ کر دیا اور باوجود اس کے کہ عیسائی مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ تھے اور باوجود اس کے کہ عیسائیوں کا کمانڈر ایک ایسا شخص تھا جس کے ساتھ قیصر روما نے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر تم جیت گئے تو میں اپنی بیٹی کا نکاح تم سے کر دوں گا اور اپنی آدھی بادشاہت تمہیں دے دوں گا۔ انہوں نے عیسائیوں کو شکست دی۔ جنگ کے بعد کئی مسلمان میدان میں زخمی پڑے تھے جن میں سے ایک عکرمہؓ بھی تھے۔ اتنے میں کسی شخص نے دیکھا کہ عکرمہؓ کے ہونٹ خشک ہو رہے ہیں اور ان پر جان کنی کی حالت طاری ہے اس کے پاس پانی کی چھاگل تھی۔ عکرمہؓ کی نظر اس چھاگل پر پڑی اور وہ شخص سمجھ گیا کہ انہیں پیاس لگی ہوئی ہے چنانچہ وہ چھاگل ان کے پاس لے گیا اتفاقاً اسی وقت عکرمہؓ کے پاس ایک اور صحابی زخموں سے تڑپ رہے تھے اورانہیں بھی شدید پیاس تھی انہوں نے اس صحابی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ مجھ سے زیادہ حق ان کا ہے یہ رسول کریم ﷺ کے دیرینہ صحابی ہیں تم پہلے انہیں پانی پلاؤ۔ وہ ان کے پاس پانی لے گیا تو اس صحابی کے قریب فضلؓ جو حضرت عباسؓ کے لڑکے اور عبد اللہ بن عباسؓ کے بھائی تھے وہ زخمی پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا مجھ سے زیادہ فضل کو پیاس معلوم ہوتی ہے تم پہلے انہیں پانی پلاؤ۔ وہ ان کے پاس لے گیا تو انہوں نے ایک اور کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ پہلے اسے پانی پلایا جائے۔

غرض اسی طرح وہ ایک کے بعد دوسرے اور دوسرے کے بعد تیسرے کے پاس پانی لے گیا اور ہر ایک نے یہ کہہ کر پانی پینے سے انکار کر دیا کہ پہلے دوسرے کو پلاؤ۔ جب وہ آخری شخص کے پاس پہنچا تو وہ فوت ہو چکا تھا اور جب واپس پانی لے کر لَوٹا تو سب کے سب فوت ہو چکے تھے۔3

یہ تغیر بھی ہماری سمجھ میں آ سکتا ہے کہ ایک ایسا شدید دشمن جس نے فتح مکہ تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائیاں کیں اور جس نے مسلمانوں کے غلبہ کی وجہ سے مکہ میں رہنا بھی برداشت نہ کیا وہ آخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فدائی اور غلام بن گیا۔ یہ سب کچھ ممکن ہے اور یہ تغیر انسانی سمجھ میں آ سکتا ہے بلکہ اس تغیر کے وہ خود بھی قائل تھے۔ چنانچہ عمرو ابن العاصؓ جب اسلام کے عاشق ہوئے اس وقت انہیں یاد تھا کہ ایک زمانہ میں وہ سخت مخالف رہ چکے ہیں۔ خالدؓ کو آخری زمانہ تک یاد تھا کہ کسی زمانہ میں انہوں نے اسلام کی بڑی دشمنی کی ہے۔ عکرمہؓ کو آخری عمر تک یاد تھا کہ وہ اسلام کی کیسی کیسی مخالفتیں کرتے رہے ہیں بلکہ ان کی قربانیوں کا باعث ہی یہی تھا کہ وہ سمجھتے تھے اب مجھے پہلے گناہوں کا کفارہ ادا کرنا چاہئے مگر یہ تغیر سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک جماعت کی جماعت پہلے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو نبی اور رسول کہتی رہی ہو اور پھر وہ یہ کہنے لگ جائے کہ اس نے آپ کو نبی اور رسول نہیں کہا۔ اگر وہ یہ کہہ دیتے کہ پہلے ہم بے شک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو اللہ تعالیٰ کا نبی اور رسول سمجھتے تھے مگر یہ ہماری غلطی تھی اب ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ آپ نبی اور رسول نہیں تھے تو ہمارے لئے اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں تھی۔ جیسے خالدؓ نے کہا کہ مَیں پہلے اسلام کا دشمن تھا اور مَیں مسلمانوں کے خلاف لڑتا رہا تھا مگر یہ میری غلطی تھی اب مَیں آپ پر ایمان لاتا ہوں یا جیسے عکرمہؓ نے کہا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شک مخالفت کرتا تھا مگر اب مجھ پر اپنی غلطی واضح ہو گئی ہے۔ لیکن دنیا میں ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی کہ کسی نے اتنی شدت اور اتنی کثرت کے ساتھ نبی اور رسول کہنے کے بعد یہ کہہ دیا ہو کہ ہم نے کبھی

ایسا کہا ہی نہیں۔ معمولی معمولی باتوں میں اختلاف ہونا اور بات ہے مگر ایک ایسا شخص یا ایسے اشخاص جنہوں نے تالیف و تصنیف کا کام کیا ہو اور جنہوں نے دس بیس مرتبہ نہیں بیسیوں مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو خدا تعالیٰ کا نبی اور رسول لکھا ہو اور ان کا یہ کہہ دینا کہ ہم آپ کو نبی نہیں کہتے رہے، یہ ایسا عظیم الشان انقلاب ہے کہ دنیا کی تاریخ میں اپنی مثال آپ ہی ہے۔

اس مسئلہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی تحریروں کو ہم دیکھتے ہیں تو وہ اتنی واضح ہیں کہ کسی جھگڑے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ چنانچہ تھوڑے ہی دن ہوئے کسی حوالہ کے لئے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی کتاب "تجلیات الٰہیہ" کو نکالا، یہ ایک چھوٹی سی کتاب ہے اور نامکمل رہ گئی ہے، اس کے صفحات صرف بتیس ہیں۔ میں نے اس وقت خیال کیا اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی کسی اور کتاب سے استنباط نہ کیا جائے اور صرف اس کتاب کو لے لیا جائے تو اس چھوٹی سی کتاب سے ہی وہ تمام اختلافی مسائل حل ہو جاتے ہیں جو ہم میں اور غیر مبائعین میں پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام تحریر فرماتے ہیں۔ مجھے خدا نے فرمایا ہے کہ

چو دَورِ خسروی آغاز کردند ؎ مسلماں را مسلماں باز کردند [4]

یعنی جب دورِ خسروی کا آغاز ہو گا تو مسلمانوں کو پھر مسلمان بنایا جائے گا۔ اس کی تشریح کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:۔

"دَورِ خسروی سے مراد اس عاجز کا عہدِ دعوت ہے مگر اس جگہ دنیا کی بادشاہت مراد نہیں بلکہ آسمانی بادشاہت مراد ہے جو مجھ کو دی گئی۔ خلاصہ معنی اس الہام کا یہ ہے کہ جب دَورِ خسروی یعنی دَورِ مسیحی جو خدا کے نزدیک آسمانی بادشاہت کہلاتی ہے ششم ہزار کے آخر میں شروع ہوا جیسا کہ خدا کے پاک نبیوں نے پیشگوئی کی تھی تو اس کا یہ اثر ہوا کہ وہ جو صرف ظاہری مسلمان

تھے وہ حقیقی مسلمان بننے لگے.'' 5

اب یہ کتنی واضح بات ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام فرماتے ہیں کہ حقیقی مسلمان وہ ہیں جو مجھ پر ایمان لاتے ہیں باقی سب ظاہری مسلمان ہیں اور یہی ہم کہتے ہیں۔یہ تو نہیں کہ ظاہری مسلمانوں کو نام کے لحاظ سے ہم مسلمان نہیں کہتے ہم بھی ان کو مسلمان ہی کہتے ہیں۔چنانچہ میری تحریروں میں سینکڑوں نہیں ہزاروں مرتبہ یہ آیا ہو گا کہ آجکل مسلمانوں کا یہ حال ہے یا مسلمانوں کی یہ حالت ہے۔پس ہم ان کو مسلمان ہی کہتے ہیں اورجو شخص بھی اپنے آپ کو مسلمان کہے گا ہم اس کو مسلمان ہی کہیں گے۔سوال صرف یہ ہے کہ آیا وہ حقیقت میں خدا تعالیٰ کے نزدیک بھی مسلمان ہیں یا نہیں؟ یہی بحث ہے جو ہماری طرف سے ہوتی ہے ورنہ جن کو لوگ مسلمان کہتے ہیں یا جو لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، ہم ان کو مسلمان ہی کہتے ہیں۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب اور دوسرے مخالف مسلمانوں کو ہم مسلمان کہتے اور مسلمان ہی لکھتے ہیں۔ہم یہ تو نہیں کہتے کہ وہ ہندو ہیں یا عیسائی ہیں یا سکھ ہیں۔

پس جس وقت ہم مسلمان کا لفظ استعمال کرتے ہیں اس لفظ میں ہم ان تمام لوگوں کو شامل کرتے ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔جس بات میں ہمارا اور ان کا اختلاف ہے وہ یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں آجکل کے مسلمان حقیقی مسلمان نہیں۔ خدا کے نزدیک مسلمان نہیں اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام فرماتے ہیں یہاں کسی مکفر، مکذب یا متردد کا سوال نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام صاف طور پر فرماتے ہیں کہ اس وقت دو جماعتیں ہیں۔ایک تو میری جماعت ہے اور وہ ان لوگوں کی ہے جو حقیقی مسلمان ہیں۔اور ایک جماعت دوسرے مسلمانوں کی ہے جو صرف ظاہری مسلمان ہیں۔چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"وہ جو صرف ظاہری مسلمان تھے وہ حقیقی مسلمان بننے لگے۔جیسا کہ اب تک چار لاکھ کے قریب بن چکے ہیں۔" 6

اب سوال یہ ہے کہ غیر مبائعین جن لوگوں کو مسلمان کہتے ہیں، وہ ان چار لاکھ حقیقی مسلمانوں میں شامل ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو پھر ہمارا اور ان کا کوئی جھگڑا ہی نہیں اور اگر ان کی مراد یہ ہے کہ وہ کروڑوں کروڑ لوگ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں سب حقیقی مسلمان ہیں تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے اس کلام کی تردید ہوتی ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام تو فرماتے ہیں کہ ایسے لوگ چار لاکھ کے قریب ہیں اور یہ چار لاکھ بھی وہ ہیں جو میرے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔

اب کیا وہ مکفر یا مکذب نہیں یا جنہوں نے یہ فیصلہ نہیں کیا کہ وہ جماعت احمدیہ میں شامل ہوں یا نہ ہوں، کیا وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے والے قرار دیئے جا سکتے ہیں؟ وہ تو ابھی مانتے ہی نہیں۔ زیادہ سے زیادہ تم ان کے متعلق یہ کہہ سکتے ہو کہ وہ کہتے ہیں ابھی ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ مگر کیا ایسے لوگوں کے متعلق وہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے ہیں، وہ تو ابھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے قریب بھی نہیں آئے۔ کُجا یہ کہ ان کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے ہیں۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے صاف طور پر فرما دیا ہے کہ اس وقت مسلمانوں کے دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ تو وہ ہے جو ظاہری مسلمانوں کا ہے۔ دوسرا گروہ ان مسلمانوں کا ہے جو میرے ہاتھ پر حقیقی مسلمان یعنی احمدی بن گئے۔ پھر آپ حد بندی کر کے اس بات کو اور زیادہ واضح کر دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس قسم کے حقیقی مسلمان جو میرے ہاتھ پر ایمان لائے صرف چار لاکھ کے قریب ہیں۔ اس طرح یہ بات اور بھی واضح ہو جاتی ہے کہ ان چار لاکھ حقیقی مسلمانوں سے احمدیہ جماعت ہی مراد ہے۔ غرض اس ایک فقرہ سے ہی معلوم ہوتا

ہے کہ:۔

الف: عام مسلمان صرف ظاہری مسلمان ہیں۔

ب: حقیقی مسلمان صرف احمدی ہیں۔

ج: ان حقیقی مسلمانوں کی تعداد چار لاکھ کے قریب ہے۔

اب غیر مبائعین جو کروڑوں مسلمان کہلانے والوں کو مسلمان سمجھتے ہیں وہ انہیں ظاہری مسلمانوں میں شامل کرتے ہیں یا حقیقی مسلمانوں میں؟ اگر وہ انہیں حقیقی مسلمان سمجھتے ہیں تو یہ غلط ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے حقیقی مسلمانوں کو صرف چار لاکھ کے قریب قرار دیا ہے اور اگر وہ انہیں صرف ظاہری مسلمان سمجھتے ہیں تو پھر ہمارا اور ان کا جھگڑا ہی کیا ہے۔ہم نے بھی عام مسلمانوں کو مسلمان کہنے سے کبھی انکار نہیں کیا۔چنانچہ میری تحریریں دیکھ لی جائیں ان میں باقی مسلمانوں کے لئے مسلمان کا لفظ یقیناً استعمال ہؤا ہو گا بلکہ ہزاروں مرتبہ میرے خطبات، میری تقریروں اور میری تحریروں میں سے ان لوگوں کے متعلق جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام پر ایمان نہیں لائے مسلمان کا لفظ نکل آئے گا تو ان لوگوں کو ظاہری مسلمان سمجھنے سے ہم نے کبھی انکار نہیں کیا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام بھی ان کے متعلق ظاہری مسلمان کے الفاظ استعمال فرماتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں۔ان ظاہری مسلمانوں میں سے چار لاکھ کے قریب ''حقیقی مسلمان'' یعنی احمدی بن چکے ہیں۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ ''حقیقی مسلمان'' صرف احمدی ہی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام پر ایمان لائے اور ان کی تعداد چند لاکھ سے زیادہ نہیں۔

لطیفہ یہ ہے کہ اس حوالہ میں ایک طرف تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اس الہام کو کہ

؎چو دَورِ خسروی آغاز کردند　مسلماں را مسلماں باز کردند

اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کیا ہے اور دوسری طرف ان مسلمانوں کو

جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں صرف ظاہری مسلمان قرار دیا ہے۔ پھر یہ نہیں فرمایا کہ ان تمام ظاہری مسلمانوں نے آپ کے دعویٰ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا بلکہ فرماتے ہیں "وہ جو صرف ظاہری مسلمان تھے۔ وہ حقیقی مسلمان بننے لگے جیسا کہ اب تک چار لاکھ کے قریب بن چکے ہیں۔"

اسی طرح فرماتے ہیں: "میرے لئے یہ شکر کی جگہ ہے کہ میرے ہاتھ پر چار لاکھ کے قریب لوگوں نے اپنے معاصی اور گناہوں اور شرک سے توبہ کی۔"7 گویا چار لاکھ حقیقی مسلمان صرف وہ ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو قبول کیا۔

کتنی واضح بات ہے جو اس حوالہ میں بیان کی گئی ہے اور کس طرح دو گروہوں کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ ایک کو صرف ظاہری مسلمان قرار دیا گیا ہے اور دوسرے گروہ کو حقیقی مسلمان قرار دیا گیا ہے اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے تعداد بھی بتا دی ہے کہ یہ حقیقی مسلمان صرف چار لاکھ کے قریب ہیں۔ اب غیر مبائعین جن کے متعلق کہتے ہیں کہ انہیں کافر کہنا جائز نہیں اور وہ حقیقی معنوں میں مسلمان ہیں وہ چار لاکھ ہیں یا چار کروڑ یا چالیس کروڑ ہیں؟ صاف ظاہر ہے کہ روئے زمین کے تمام مسلمانوں کو حقیقی مسلمان قرار دیتے ہیں۔ اس صورت میں انہیں یا تو یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ چار لاکھ کے الفاظ غلط لکھے گئے ہیں۔ اصل الفاظ چار کروڑ یا چالیس کروڑ کے تھے یا پھر انہیں ماننا چاہیئے کہ ظاہری مسلمان گو کروڑوں ہوں مگر حقیقی مسلمان چند لاکھ ہی ہیں اور وہ بھی وہی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لائے۔

پھر اس سے بھی بڑھ کر لطیفہ اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ آجکل پیغامیوں کا سارا زور اس بات پر صَرف ہو رہا ہے کہ جماعت احمدیہ مسلمانوں کو کافر قرار دے کر خود کافر بن چکی ہے گویا وہ چار لاکھ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ہاتھ پر حقیقی مسلمان بنے تھے وہ تو اس طرح کافر بن چکے ہیں اور جو باقی مسلمان ہیں

ان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کا فتویٰ موجود ہے کہ وہ صرف ظاہری مسلمان ہیں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ وہ ہم پر تو یہ اعتراض کرتے ہیں کہ تم نے کروڑوں مسلمانوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا ہے حالانکہ ہم نے اگر کروڑوں کو کافر کہا تھا تو ان کروڑوں میں سے چار لاکھ کی جماعت کو الگ بھی کر لیا تھا اور ان کے متعلق ہمارا یہ دعویٰ تھا کہ وہ حقیقی مسلمان ہیں۔ مگر ان کی یہ حالت ہے کہ انہوں نے سوائے اپنے دو چار ہزار آدمیوں کے باقی سب کو کافر بنا دیا۔ وہ جو عام مسلمان تھے ان کے متعلق تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فیصلہ فرما دیا کہ وہ حقیقی مسلمان نہیں صرف ظاہری مسلمان ہیں۔ اور جو آپ کے ہاتھ پر حقیقی مسلمان بنے تھے انہیں پیغامیوں نے کافر قرار دے دیا۔ گویا اب کوئی بھی مومن نہ رہا سوائے چند ہزار پیغامیوں کے۔ پھر عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے ۔

چو دَورِ خسروی آغاز کردند مسلماں را مسلماں باز کردند

یعنی جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ آئے گا تو مسلمانوں کو دوبارہ مسلمان کیا جائے گا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام اس کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ظاہری مسلمان میرے ہاتھ پر حقیقی مسلمان بننے لگے ہیں جیسا کہ اب تک چار لاکھ کے قریب بن چکے ہیں مگر کیا یہ عجیب بات نہیں کہ جن لوگوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ہاتھ پر مسلمان ہونے کی پیشگوئی تھی وہ تو اس لحاظ سے کافر ہوئے کہ انہوں نے آپ کو قبول نہ کیا اور جو لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ہاتھ پر مسلمان بن چکے تھے وہ دوسروں کو کافر قرار دے کر خود پکے کافر بن گئے۔ اب سوال یہ ہے کہ جب دونوں ہی کافر ہو گئے تو یہ الہام کس طرح پورا ہوا اور اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے ثبوت میں پیش کس طرح کیا جا سکتا ہے؟ مولوی محمد علی صاحب تو ہمیں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر جو لوگ حقیقی مسلمان بنے

تھے وہ مسئلہ کفر و اسلام پر ایمان رکھنے کے ذریعہ، وہ خلافت کو تسلیم کرنے کے ذریعہ، وہ نبوت پر ایمان رکھنے کے ذریعہ اپنے ایمان میں رخنہ ڈال کر کافر بن چکے ہیں۔رہ گئے عام مسلمان، سو ان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کا فتویٰ موجود ہے کہ وہ صرف ظاہری مسلمان ہیں گویا کوئی بھی مسلمان نہ رہا اور پیشتر اس کے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو ماننے والوں کی ایک نسل بھی فوت ہوتی وہ سب کے سب کافر بن گئے اور راہِ ہدایت سے دور جا پڑے۔

کیا کوئی بھی عقل مند مان سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ عظیم الشان الہام جس پر خدا کا مسیح فخر کرتا اور فرماتا ہے کہ "میرے لئے یہ شکر کی جگہ ہے کہ میرے ہاتھ پر چار لاکھ کے قریب لوگوں نے اپنے معاصی اور گناہوں اور شرک سے توبہ کی۔" اس رنگ میں صحیح سمجھا جا سکتا ہے؟ اس صورت میں تو شکر ادا کرنے کے کوئی معنی ہی نہیں رہتے کیونکہ جب سب کافر بن گئے تو شکر کس بات کا ہوا؟ پھر ہم دیکھتے ہیں اسی کتاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔اور میرے فرقہ کے لوگ اِس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا مُنہ بند کر دیں گے۔اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھادے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔اور خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ مَیں تجھے برکت پربرکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

سو اے سُننے والو! اِن باتوں کو یاد رکھو۔ اور اِن پیش خبریوں کو اپنے

صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہو گا۔ مَیں اپنے نفس میں کوئی نیکی نہیں دیکھتا۔ اور مَیں نے وہ کام نہیں کیا جو مجھے کرنا چاہئے تھا۔ اور مَیں اپنے تئیں صرف ایک نالائق مزدور سمجھتا ہوں۔ یہ محض خدا کا فضل ہے جو میرے شامل حال ہؤا۔ پس اُس خدائے قادر اور کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس مُشتِ خاک کو اس نے باوجود ان تمام بے ہنریوں کے قبول کیا۔" 8

یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جو پیغامیوں کے ردّ کا اپنے اندر سامان رکھتی ہے اور ان مدعیان کی تردید بھی کرتی ہے جو وقتاً فوقتاً مختلف دعوے کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے سلسلہ کی سچائی کا بھی یہ ایک زبردست ثبوت ہے۔

اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام صاف طور پر فرماتے ہیں کہ "خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا"۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ غلبہ کے زمانہ تک جماعت کے لئے تباہی مقدر نہیں بلکہ یہی مقدر ہے کہ جب تک کامل غلبہ حاصل نہ ہو جائے یہ جماعت بڑھتی چلی جائے۔ مگر پیغامی کیا بتاتے ہیں؟ وہ یہ بتاتے ہیں کہ پیشتر اس کے کہ جماعت احمدیہ پر غلبہ کا دن آتا، صرف چند ہزار لوگ حق پر رہ گئے اور باقی سب کے سب مرتد اور کافر ہو گئے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔" یعنی یہ سلسلہ اس وقت تک ترقی کرتا چلا جائے گا جب تک تمام دنیا پر چھا نہ جائے اور سب فرقوں پر یہ نمایاں طور پر غالب نہ آجائے۔ مگر پیغامی یہ کہتے ہیں کہ جو جماعت چار یا چھ لاکھ تھی وہ 1914ء میں صرف چار ہزار رہ گئی اور وہ چار ہزار کی جماعت بھی ایسی ہے کہ ستائیس سال

گزر گئے مگر اب تک وہ چار ہزار ہی ہے اور اس کی تعداد میں کوئی اضافہ ہونے میں نہیں آتا۔ بلکہ اگر اس کا قدم اٹھتا ہے تو تنزل اور کمی کی طرف۔ چنانچہ میں نے بار ہا چیلنج کیا ہے کہ وہ لوگ جو تم میں سے نکل کر ہم میں شامل ہوئے ہیں ان کی بھی گنتی کر لو اور جو لوگ ہم میں سے نکل کر تم میں شامل ہوئے ہیں ان کی بھی گنتی کر لو۔ پھر تمہیں خود بخود معلوم ہو جائے گا کہ کون بڑھ رہا ہے اور کون گھٹ رہا ہے مگر انہوں نے کبھی اس چیلنج کو قبول نہیں کیا۔ اسی طرح میں نے بار بار چیلنج دیا ہے کہ تم اس بات میں بھی ہمارا مقابلہ کر لو کہ تمہارے ذریعہ سے کتنے لوگ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں اور ہمارے ذریعہ سے کتنے لوگ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں مگر انہیں کبھی اس مقابلہ کی توفیق بھی نہیں ملی۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر انہوں نے مقابلہ کیا تو ان کا پول کھل جائے گا۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "خدا نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ اس سلسلہ کو ترقی دے گا اور اسے باقی تمام فرقوں پر غالب کرے گا۔" بعد میں جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور جن میں مبتلا ہو کر لوگ خدا تعالیٰ کو ناراض کر لیتے ہیں وہ کسی سلسلہ کی صداقت پر حرف نہیں لاتیں کیونکہ اس وقت تک سلسلہ پر غلبہ کا زمانہ آ چکا ہوتا ہے مگر اس سے پہلے خدا تعالیٰ کی سنت یہی ہوتی ہے کہ اگر پانچ دس مرتد ہوتے ہیں تو ان کی جگہ سو دو سو آدمیوں کو اللہ تعالیٰ لے آتا ہے لیکن پیغامی ہمیں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ چار لاکھ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر حقیقی مسلمان بنے تھے اور جو ترقی کرتے کرتے دس لاکھ تک پہنچ گئے تھے وہ حضرت خلیفۃ اول کی وفات پر معاً چند ہزار رہ گئے اور باقی سب کافر اور مرتد ہو گئے۔ گویا وہ پیشگوئی جو خدا تعالیٰ نے بار بار کی تھی اور جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس نے بار بار خبر دی تھی وہ بُری طرح ناکام ہوئی اور نَعُوْذُ بِاللهِ بالکل جھوٹی ثابت ہوئی۔ پھر بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ابتلاؤں کے طوفان کا ایک ریلا آتا ہے جس میں عارضی طور پر بعض لوگ ڈگمگا جاتے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو بھی یہ بات کسی حد تک

تسلیم کی جا سکتی تھی۔ مگر حالت یہ ہے کہ وہ چار ہزار پیغامی جو اس ابتلاء کے وقت "ثابت قدم" رہے۔ ان "صادقوں"، "راستبازوں" اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والوں کو ہمیشہ ذلت کا مُنہ دیکھنا پڑتا ہے۔ اور نہ تو وہ غیر احمدیوں میں سے اتنے لوگ کھینچ سکتے ہیں جتنے ان کے قول کے مطابق مرتد ہوئے اور نہ اپنوں میں سے وہ کسی قابل ذکر تعداد کو اپنے ساتھ شامل کر سکے ہیں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں صاف طور پر فرماتا ہے کہ اگر تم میں سے ایک بھی مرتد ہو جائے گا تو میں اس کی جگہ دسیوں لاؤں گا اور میں ایک قوم اور جماعت کو اس کی بجائے دین میں داخل کروں گا۔ مگر یہ جو "خالص مسلمان" تھے ان کے ساتھ خدا تعالیٰ نے یہ سلوک کیا کہ اگر یہ ہم میں سے ایک آدمی کو لے جاتے ہیں تو خدا تعالیٰ ان کے دو یا چار لوگوں کو توڑ کر ہمارے ساتھ شامل کر دیتا ہے اور غیر احمدیوں میں سے تو ایک مرتد ہونے والے کے مقابلہ میں پچاس ساٹھ بلکہ سو سو آدمی شامل ہو جاتے ہیں۔ کس قدر خوشی ان لوگوں کو مصری ☆ کے مرتد ہونے پر ہوئی تھی۔ مگر وہ کتنے آدمی تھے؟ صرف پانچ یا چھ تھے اور اگر ان کے بیوی بچوں کو ملا لیا جائے تو بیس پچیس بن جاتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں جتنے لوگ ہماری جماعت میں ایک سال کے اندر اندر شامل ہوئے کیا ان کے مقابلہ میں ان بیس پچیس آدمیوں کی کوئی بھی نسبت ہے؟ اسی سال اس وقت تک تین ہزار آدمی بیعت کر چکے ہیں جن میں سے دو ہزار کے قریب آدمیوں کی لسٹ اخبار میں شائع ہو چکی ہے اور ابھی چھ مہینے باقی ہیں جن میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اور بہت سے لوگ احمدیت میں داخل ہوں گے۔ پس کس طرح ہماری جماعت کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا وہ کلام شاندار طریق پر پورا ہو رہا ہے کہ اگر تم میں سے ایک شخص مرتد ہو گا تو میں اس کے بدلہ میں ایک قوم لاؤں گا9۔ مگر کیا یہ بات پیغامی بھی کہہ سکتے ہیں کہ ان میں سے اگر کوئی ایک مرتد ہو تو اس کے بدلے انہیں قوم ملتی ہے۔ پس اگر اس وقت کے ریلے میں

☆ شیخ عبدالرحمان صاحب مصری مراد ہیں۔

سمجھ بھی لیا جائے کہ عارضی طور پر جماعت پر ایک ابتلاء آ گیا تھا تو ستائیس سال گزرنے پر تو ان کی تعداد لاکھوں تک پہنچ جانی چاہیئے تھی۔ مگر ہوا یہ کہ وہ تو چار ہزار ہی رہے اور جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر ایمان لا کر حقیقی مسلمان بنے تھے ان میں سے ہزاروں ہزار لوگ انہی عقائد پر فوت ہو گئے جن پر ہماری جماعت قائم ہے۔ گویا ان کے خاتمہ نے ان کی تمام زندگی کے اعمال پر مہر لگا دی اور بتا دیا کہ صحیح راستہ وہی ہے جس پر قائم رہتے ہوئے وہ ہزاروں لوگ فوت ہوئے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر حقیقی اسلام قبول کیا تھا۔ میرے نزدیک گزشتہ ستائیس سال کے عرصہ میں صرف دس ہزار آدمی ان لوگوں میں سے فوت ہو چکے ہوں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے بلکہ ممکن ہے فوت ہونے والوں کی تعداد اس سے بھی زیادہ ہو اور یہ دس ہزار وہ ہیں جو موجودہ پیغامیوں کی مجموعی تعداد سے بہت زیادہ ہیں۔ گویا ان لوگوں کی موجودہ تعداد سے بہت زیادہ لوگ انہی عقائد پر فوت ہو چکے ہیں جو ہماری جماعت کے ہیں۔ مگر وہ ستائیس سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود ابھی تک چار ہزار ہی ہیں حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ:۔

> "خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔"

پھر اس حوالہ میں ایک اور بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ بیان فرماتے ہیں کہ "میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا مُنہ بند کر دیں گے۔" یعنی علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معجزات اور نشانات کے جماعت احمدیہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن کا براہ راست خدا تعالیٰ کے ساتھ

معاملہ ہو گا اور جن کے ہاتھ پر اس کے نشانات ظاہر ہوں گے مگر مولوی محمد علی صاحب کو دیکھ لو وہ خشک فلسفی کی طرح الہام کی ہمیشہ مخالفت کریں گے اور کبھی کوئی ایسا نشان بتا نہیں سکیں گے جو ان کے ہاتھ پر خدا تعالیٰ نے ظاہر کیا ہو۔حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں میرے فرقہ کے لوگوں کی علامت یہ ہو گی کہ "اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا مُنہ بند کر دیں گے۔" یعنی ان کے پاس صرف وہی دلائل نہیں ہوں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی صداقت کے ظاہر ہوئے بلکہ ان کے پاس ایسے نئے دلائل اور نئے نشانات بھی ہوں گے جو ان کی ذات میں ظاہر ہوئے ہوں گے۔نشانات معجزات کو ہی کہا جاتاہے۔پس مطلب یہ ہے کہ قبل از وقت ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیب کی خبریں ظاہر کی جائیں گی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام فرماتے ہیں کہ یہ میری جماعت کی علامت ہو گی مگرمولوی محمد علی صاحب الہامات پر ہنسی اڑاتے ہیں اور خود انہیں الہام کا کوئی دعویٰ نہیں۔ان کی حالت بس ایک خشک پتّا کی سی ہے۔خود تو انہوں نے کبھی کوئی الہام پیش نہیں کیا اور اگر کوئی دوسرا انہیں اپنا الہام بتائے تو اس پر ہنسی اڑانے لگ جاتے ہیں۔

اس لحاظ سے بھی ہم میں اور غیر مبائعین میں کیسا عظیم الشان فرق ہے۔ دونوں طرف کے لیڈروں کو ہی لے لو میرے صرف ایک سال کے رؤیا و کشوف اور الہامات اگر جمع کئے جائیں تو وہ مولوی محمد علی صاحب کی ساری عمر کے خوابوں سے بڑھ جائیں گے۔پھر اگر ان رؤیا و کشوف اور الہامات کو لے لیا جائے جو پورے ہونے سے پہلے غیر مذاہب والوں کو بتا دیئے گئے تھے تو اس میں بھی مولوی محمد علی صاحب میرا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

موجودہ جنگ کو ہی دیکھ لو۔ ابھی لڑائی شروع بھی نہیں ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک رؤیا کے ذریعہ بتا دیا تھا کہ جنگ شروع ہونے والی ہے اور اس جنگ میں ایسے حالات پیدا ہوں گے کہ انگریز فرانسیسی حکومت سے یہ درخواست کریں گے

کہ انگریزی حکومت اور فرانسیسی حکومت کا الحاق کر دیا جائے اور دونوں ایک نظام کے ماتحت آ جائیں مگر چھ ماہ کے بعد انگریزوں کی یہ حالت بدل جائے گی۔10

اس رؤیا کے عین مطابق جنگ شروع ہوئی۔ فرانس نے اس جنگ میں خطرناک شکست کھائی اور انگریزوں کو ایسا ڈر پیدا ہو گیا کہ مسٹر چرچل نے اپنی ایک تقریر میں کہا کہ ہم انگلستان کے ہر گاؤں میں دشمن سے لڑائی کریں گے اور اگر اس کا انگلستان پر قبضہ ہو گیا تو ہم کینیڈا یا آسٹریلیا میں جا کر اس سے لڑیں گے۔ گویا برطانیہ کے وزیر اعظم نے بھی تسلیم کیا کہ اس بات کا امکان ہے کہ جرمنی انگلستان پر قبضہ کرلے اور انہیں کینیڈا یا آسٹریلیا میں جا کر دشمن کا مقابلہ کرنا پڑے۔ پھر کس طرح اللہ تعالیٰ نے رؤیا کے اس دوسرے حصہ کو پورا کیا جس میں یہ ذکر آتا تھا کہ انگریز فرانسیسی حکومت سے یہ درخواست کریں گے کہ دونوں حکومتوں کا الحاق کر دیا جائے۔ آج تک دنیا کی تاریخ میں اس بات کی کوئی مثال نہیں ملتی کہ کسی حکومت نے دوسری حکومت سے یہ درخواست کی ہو کہ ہم دونوں کی حکومت ایک ہو جائے، پارلیمنٹیں بھی ملا دی جائیں اور خوراک کے ذخائر اور خزانہ بھی ایک ہی سمجھا جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی بات پوری ہو کر رہی اور 15 جون 1940ء کو حکومتِ برطانیہ نے فرانسیسی حکومت کو تار دیا کہ دونوں ملکوں کی حکومت ایک کر دی جائے کیونکہ خطرہ بہت زیادہ ہے۔

پھر جیسا کہ خواب میں ہی بتا دیا گیا تھا کہ چھ ماہ کے بعد یہ حالت بدل جائے گی۔ اس واقعہ کے قریباً چھ ماہ بعد 9 دسمبر کو لیبیا کی لڑائی شروع ہوئی اور 15 دسمبر کو عین چھ ماہ کے بعد برطانیہ کے مقابلہ میں اٹلی کو شکست ہو گئی۔

یہ وہ خواب ہے جس کے احمدی بھی گواہ ہیں، غیر احمدی بھی گواہ ہیں، عیسائی بھی گواہ ہیں۔ میں نے یہ رؤیا چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو بھی بتا دیا تھا اور وہ ہمیشہ اپنے ملنے والوں سے کہا کرتے تھے کہ مجھے تو 15 دسمبر کا انتظار ہے۔ کیونکہ 15 جون کو برطانیہ نے فرانس کو دونوں حکومتوں کے الحاق کی پیشکش کی تھی

اور چونکہ چھ ماہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے حالات کے بدل جانے کی اطلاع ہے اس لئے لازماً 15 دسمبر کو یہ خطرے کی حالت جاتی رہے گی چنانچہ وہ ہر انگریز افسر سے یہی کہتے کہ مجھے تو 15 دسمبر کا انتظار ہے جبکہ ایسے حالات پیدا ہو جائیں گے کہ انگریزوں کے لئے یہ خطرہ جو اس وقت درپیش ہے نہیں رہے گا۔ میں نے اس بات کو معلوم کر کے ایک دفعہ ان سے کہا کہ چھ مہینے سے مراد بعض دفعہ سات ماہ اور بعض دفعہ پانچ ماہ بھی ہو سکتے ہیں۔ اس لئے آپ کو اس قدر تعیین نہ کرنی چاہئے تھی کہ 15 دسمبر کے بعد حالات بدل جائیں گے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں تو ظاہری لفظوں کی بناء پر ہر ایک سے چھ مہینے کا ہی ذکر کرتا ہوں کہ 15 دسمبر کے بعد یہ حالت بدل جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اللہ تعالیٰ نے ان چھ مہینوں کے بعد انگریزوں سے اس وقت کے خطرہ کی حالت کو دور کر دیا۔

پھر اسی مسجد میں مَیں نے بتایا تھا کہ ایک بادشاہ میری آنکھوں کے سامنے سے گزارا گیا اور مجھے الہام ہوا کہ ایب ڈی کیٹڈ (ABDICATED)11 اس الہام پر ابھی تین دن نہیں گزرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے بیلجیئم کے بادشاہ لیو پولڈ کو ناگہانی طور پر ایب ڈی کیٹ کرا دیا۔ اس الہام کی پہلے تو ہم یہ تشریح کیا کرتے تھے کہ بیلجیئم گورنمنٹ نے خود یہ اعلان کر دیا تھا کہ ہمارا بادشاہ جرمن قوم کے ہاتھ میں ہے اور اب وہ اپنے فرائض کو ادا نہیں کر سکتا اس لئے بیلجیئم کی قانونی گورنمنٹ ہم ہیں نہ کہ لیوپولڈ۔ مگر اب قریب میں ایک اور ثبوت اس بات کا ملا ہے اور وہ یہ کہ معلوم ہوا ہے کہ لیو پولڈ خود بھی اپنے آپ کو ایب ڈی کیٹ ہی سمجھتا ہے چنانچہ خبر آئی ہے کہ جرمن افسر اس سے بعض ایسے کاغذات پر دستخط کرانا چاہتے ہیں جن میں بیلجیئم کے لوگوں سے یہ اپیل کی گئی ہے کہ وہ جرمن قوم کے ساتھ تعاون کریں مگر وہ کسی کاغذ پر دستخط کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا اور کہتا ہے کہ مَیں اپنی حکومت کے قانون کے ماتحت اب بادشاہ رہا ہی نہیں اس لئے میں کسی کاغذ پر دستخط نہیں کر سکتا۔ گویا وہ خود بھی یہ سمجھتا ہے کہ اب وہ بادشاہ نہیں رہا اور

ایب ڈی کیٹ ہو گیا ہے۔

اسی طرح مجھے بتایا گیا تھا کہ تار آئی ہے امریکہ نے برطانیہ کی امداد کے لئے اٹھائیس سو ہوائی جہاز دیا ہے۔ یہ خبر بھی ایسی تھی جسے کوئی انسانی دماغ وضع نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اس میں ایک طرف تار کا لفظ تھا دوسری طرف امریکہ کا لفظ تھا تیسری طرف اٹھائیس سو ہوائی جہازوں کا ذکر تھا۔ میں نے یہ خواب بھی چوہدری ظفرا للہ خان صاحب کو لکھ کر بھیج دی تھی اور انہوں نے کئی وزراء کے آگے اسے بیان کر دیا۔ شاید گزشتہ اکتوبر کی بات ہے کہ مَیں اپنے گھر میں بیٹھا تھا کہ کسی نے مجھے اطلاع دی کہ باہر سے فون آیا ہے۔ مَیں گیا اور امرت سر کے دفتر سے پتہ لگایا کہ کہاں سے فون آیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ شملہ سے آیا ہے۔ میں نے کہا کنکشن ملا دو۔ تھوڑی دیر کے بعد مجھے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی آواز آئی جو جوش اور خوشی سے کانپ رہی تھی۔ انہوں نے کہا مبارک ہو۔ میں نے کہا خیر مبارک مگر یہ تو بتائیں کہ یہ مبارک کیسی ہے۔ انہوں نے کہا آپ کو یاد ہے آپ نے فلاں مہینہ میں مجھے ایک چِٹھی لکھی تھی جس کا مضمون یہ تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ امریکہ سے تار آئی ہے کہ امریکہ نے اٹھائیس سو ہوائی جہاز انگریزوں کو بھجوایا ہے۔ مَیں نے کہا مجھے یاد ہے۔ وہ کہنے لگے پھر آج یہ خواب پوری ہو گئی ہے اور امریکہ سے انگریزی نمائندہ کی تار آئی ہے کہ امریکہ نے اٹھائیس سو ہوائی جہاز انگریزوں کو دیئے ہیں۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے یہ بھی بتایا کہ جب مجھے یہ خبر پہنچی میں نے اسی وقت اپنے پرائیویٹ سیکرٹری کو جو غیر احمدی تھا بلایا اور کہا کہ تم کو یاد ہے میں نے تمہیں امام جماعت احمدیہ کی ایک خواب سنائی تھی۔ وہ کہنے لگا کونسی خواب، کیا وہی جو اٹھائیس سو ہوائی جہازوں والی تھی؟ میں نے کہا ہاں وہی خواب۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے تار اس کے سامنے کر دیا کہ لو پڑھ لو، اس میں کیا لکھا ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں میں نے اسی وقت سر کلو (جو غالباً ریلوے کے وزیر ہیں) کو فون کیا اور کہا کہ آپ کو یاد ہے میں نے آپ کو امام جماعت احمدیہ کی

ایک خواب سنائی تھی جس میں امریکہ سے ہوائی جہاز بھیجے جانے کا ذکر تھا۔ وہ کہنے لگے ہاں مجھے یاد ہے مگر تعداد صحیح ثابت نہیں ہوئی۔ تم نے تو 28 سو ہوائی جہاز بتائے تھے مگر تار میں 25 سو ہوائی جہازوں کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ انہوں نے تار کو جلدی میں صحیح طور پر نہ پڑھا اور اٹھائیس سو کو پچیس سو سمجھ لیا۔ معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان پر اس خواب کے متعلق اتمام حجت کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ انہوں نے کہا تم نے تو کہا تھا کہ امریکہ اٹھائیس سَو ہوائی جہاز بھیجے گا مگر تار میں تو پچیس سو ہوائی جہاز بھیجے جانے کا ذکر ہے۔ چوہدری صاحب کہتے ہیں کہ میں نے انہیں کہا کہ آپ تار کو دوبارہ نکال کر پڑھیں۔ چنانچہ انہوں نے دوبارہ تار پڑھی تو کہنے لگے حیرت انگیز بات ہے واقع میں اٹھائیس سو ہوائی جہاز دیئے جانے کی خبر ہے۔ تو دیکھو قریب قریب کے اہم واقعات ہیں جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت امور غیبیہ کا مجھ پر اظہار فرمایا۔ اسی طرح ابھی گزشتہ دنوں مَیں سندھ میں تھا کہ مجھے انگریزی میں ایک الہام ہوا جس کا مفہوم یہ تھا کہ انگریزی فوج کی صف توڑ کر جرمن فوج اندر داخل ہو گئی ہے۔ دوسرے ہی دن میں نے میاں بشیر احمد صاحب کو بھی ایک خط میں اس خواب کی اطلاع دے دی اور غالباً چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو بھی خواب لکھ دی۔ اس کے بعد یہ خبر آ گئی جو ریڈیو پر ہم نے خود بھی سن لی کہ طبرق کے مقام پر انگریزی صفوں کو چِیر کر جرمن فوج آگے بڑھ گئی ہے۔

تو میری ایک سال کی خوابیں ہی اگر جمع کر لی جائیں تو وہ مولوی محمد علی صاحب کی ساری عمر کی خوابوں سے بڑھ جائیں گی۔ پھر یہ وہ خوابیں ہیں جن کے گواہ صرف احمدی ہی نہیں بلکہ غیر احمدی بھی ہیں، ہندو بھی ہیں، سکھ بھی ہیں، عیسائی بھی ہیں۔ غرض قسم قسم کے گواہ ان خوابوں کی تصدیق کرنے والے مل سکتے ہیں اور وہ شہادت دے سکتے ہیں کہ ان کو قبل از وقت یہ باتیں بتائی گئیں اور پھر اسی طرح پوری ہوئیں جس طرح انہیں بتایا گیا تھا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے

کہ وہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا مُنہ بند کر دیں گے۔" یعنی میری جماعت کے لوگوں کو خود خدا تعالیٰ کی طرف سے دلائل اور نشانات دیئے جائیں گے اور وہ ان دلائل اور نشانات کے ذریعہ سب کا مُنہ بند کر دیں گے۔ مگر مولوی محمد علی صاحب کا طریق یہ ہے کہ وہ ہمیشہ الہامات پر ہنسی اڑاتے ہیں اور کبھی سنجیدگی سے ان پر غور نہیں کرتے۔ بلکہ بعض پیغامیوں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ یہ الہامات بعد میں بنا لئے جاتے ہیں حالانکہ بعض الہامات کے پورا ہونے کے خود بعض پیغامی بھی گواہ ہیں۔ مثلاً یہی رؤیا جو اٹھائیس سو جہازوں والا ہے۔ یہ چوہدری ظفراللہ خان صاحب نے میاں غلام رسول صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے بیٹے میاں غلام عباس صاحب کو بھی بتا دیا تھا جو غیر مبائع ہیں۔ پس اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ غیر مبائعین جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں سے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں آپ کی اس جماعت میں شامل نہیں جس کا ذکر تجلیات الٰہیہ میں کیا گیا ہے۔ کیونکہ جماعت کے افراد کی یہ علامت بتائی گئی تھی کہ وہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا مُنہ بند کر دیں گے اور یہ علامت غیر مبائعین میں نہیں پائی جاتی۔ میں نے کہا تھا کہ آجکل جو مختلف مدعی ہیں ان کا بھی اس تحریر سے رد ہوتا ہے۔ وہ اس طرح ہے کہ اس پیشگوئی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ترقی اور غلبہ کے زمانہ تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی اپنی جماعت ہی چلتی چلی جائے گی۔ کسی اور مدعی یا مامور کی جماعت کھڑی نہیں ہو گی۔ مگر آج ان مدعیان کی یہ حالت ہے کہ ان میں سے کوئی تو یہ کہتا ہے کہ مرزا صاحب مسیح تھے اور مَیں مہدی ہوں اور کوئی یہ کہتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب احمدیت کے جامہ میں آئے تھے اور میں محمدیت کے جامہ میں آیا ہوں اور کوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی جماعت کی تنسیخ کر کے کوئی اور سلسلہ قائم کرنا چاہتا ہے۔ پس اس قسم کے تمام مدعی اس پیشگوئی کے مطابق جھوٹے ہیں کیونکہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی جماعت کو غلطی پر قرار دے کر

ایک اور جماعت قائم کرنا چاہتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام فرماتے ہیں کہ دنیا میں خدا میرے سلسلہ کو پھیلائے گا اور میرے فرقہ کو ہی سب فرقوں پر غالب کرے گا۔

ایسے مدعیان الہام تو بے شک ہو سکتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احکام اور آپ کی تعلیم کو مانتے ہوں، آپ کی غلامی کا دم بھرتے ہوں اور یہ عقیدہ رکھتے ہوں کہ حَکَم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام ہی ہیں اور فتویٰ وہی چلے گا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کا ہو گا اور آپ کی جماعت حق پر ہے وہ صرف اس کی خدمت کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ مگر باقی تمام مدعی جو اپنی ایک علیحدہ پڑی قائم کرنا چاہتے ہیں، جھوٹے ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام فرماتے ہیں۔ یہ دورِ ترقی اس وقت تک جاری رہے گا جب تک تمام دنیا پر یہ سلسلہ غالب نہ آجائے۔ اس کے بعد اگر پھر خرابیاں پیدا ہو جائیں اور پھر کسی اور مامور کی بعثت کی ضرورت محسوس ہو تو اس وقت وہ بے شک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی متابعت میں آ سکتا ہے مگر اس وقت تک احمدیت کی براہِ راست کمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ میں ہی رہے گی۔ بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کوئی ایسا شخص خدا تعالیٰ سے الہام پا کر ایک نئی جماعت کی بنیاد رکھنے کے لئے اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتا جب تک تمام دنیا پر یہ سلسلہ غالب نہ آ جائے۔ اس کے بعد اگر عالمگیر گمراہی کے پھیل جانے پر کوئی ایسا مامور آئے تو بے شک آجائے مگر اب جو لوگ اپنے آپ کو مدعی اور مامور کہتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ جماعت کو ہدایت دینے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھڑے کئے گئے ہیں وہ سب جھوٹے ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی اس تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ جماعت اس وقت تک گمراہ نہیں ہو سکتی جب تک وہ تمام دنیاپر غالب نہ آ جائے۔ پس جب تک کہ احمدیہ جماعت کو کامل غلبہ حاصل نہ ہو جائے اس وقت تک کمان براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام

کے ہاتھ میں رہے گی۔ پھر بے شک جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے لکھا ہے ایک خرابی کا دور بھی آئے گا 12۔اور پھر ایک نیا سلسلہ شروع ہو گا مگر بہرحال وہ سلسلہ تابع ہو گا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کا۔جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تابع ہیں رسول کریم ﷺ کے۔اب دیکھ لو تجلیات الٰہیہ کتنی چھوٹی سی کتاب ہے مگر اس چھوٹی سی کتاب میں ہی تمام اختلافی مسائل کا حل رکھ دیا گیا ہے۔اور میں تو سمجھتا ہوں کہ شاید تجلیات الٰہیہ حکمت الٰہی کے ماتحت پیغامیوں کے رد میں ہی لکھی گئی ہے۔اس کتاب کے بڑے سائز کے صرف سولہ صفحات ہیں اور چھوٹے سائز کے بتیس۔ مگر ان چند صفحات میں ہی اس قدر مواد موجود ہے جو پیغامیوں کے عقائد کی تردید کے لئے کافی ہے۔اسی طرح اس کتاب میں نبوت کے مسئلہ پر بحث موجود ہے اور کفر و اسلام کے مسئلہ پر بھی۔غرض ہمارے اور غیر مبائعین کے درمیان جس قدر اختلافی مسائل ہیں ان تمام کا حل اس چھوٹی سی کتاب میں موجود ہے اور اگر کوئی اس سے فائدہ اٹھانا چاہے تو اٹھا سکتا ہے مگر ماننے کے لئے ایسا دل چاہئے جو نشانات کی قدر و قیمت کو سمجھتا ہو اور وہ آنکھیں چاہئیں جو اپنے اندر بصیرت کی روشنی رکھتی ہوں ورنہ وہ لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے نشانات کو دیکھ کر ان کی قدر نہیں کی، ان سے یہ امید رکھنا کہ وہ ہمارے پیش کردہ نشانات پر غور کریں گے اور ان سے صحیح رنگ میں فائدہ اٹھائیں گے ایک بہت بڑی امید ہے۔بہرحال ہم مایوس نہیں اور ہم ان کی ہدایت کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔مگر یہ بڑی عبرت کا مقام ہے۔بڑی عبرت کا مقام ہے بڑی عبرت کا مقام ہے کہ دنیا میں ایک قوم سالہا سال تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو خدا تعالیٰ کا نبی اور رسول قرار دیتی رہی ہے مگر اب وہ دیانت داری کا دعویٰ کرنے کے باوجود یہ کہتی ہے کہ اس نے آپ کو کبھی نبی اور رسول نہیں کہا۔" (الفضل 13 جولائی 1941ء)

1　مسلم کتاب الایمان باب کَوْنُ الْاِسْلَامِ یَھْدِمُ مَا قَبْلَہٗ

2　الاستیعاب فِیْ مَعْرِفَةِ الْاَصْحَابِ جلد2 صفحہ 14 مطبوعہ بیروت 1995ء

3 الاستیعاب جلد3 صفحہ 191 مطبوعہ بیروت 1995ء

4 تذکرہ صفحہ 601 ایڈیشن چہارم

5 تجلیات الٰہیہ صفحہ 4 روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 396-397

6 تجلیات الٰہیہ صفحہ 5 روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 397

7 تجلیات الٰہیہ صفحہ 5 روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 397

8 تجلیات الٰہیہ صفحہ 17-18 روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409-411

9 يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ (المائدہ: 55)

10 الفضل 28 جون 1940ء

11 ABDICATED : ذمہ داری سے علیحدہ ہونا

12 تذکرہ صفحہ 213 ایڈیشن چہارم